ہفتہ 21 نومبر 2020ء | 05 ربیع الثانی 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:276

فرمان رسول ﷺ

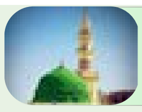

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ ہر رات وَرلے آسمان پر اترتا ہے۔ جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے تب اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ کون ہے جو مجھے پکارے تا میں اس کی دعا کو قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے تا میں اسے عطا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تا میں اسے بخشوں۔

(بخاری کتاب التہجد باب الدعاء والصلوۃ من آخر اللیل حدیث:۱۱۴۵)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

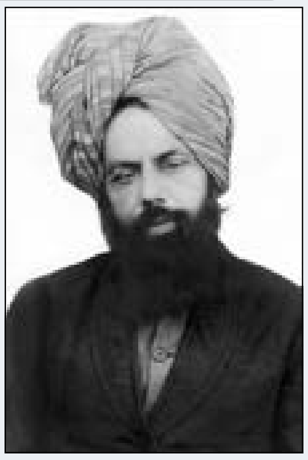

”دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑہا انسان مر جاتے ہیں اور کروڑہا اُس کے ارادہ سے پیدا ہوجاتے ہیں اور کروڑہا اُس کی مرضی سے فقیر سے امیر اور امیر سے فقیر ہوجاتے ہیں پھر کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی تک زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں آسمانوں پر تو صرف فرشتے رہتے ہیں مگر زمین پر آدمی بھی ہیں اور فرشتے بھی جو خدا کے کارکن اور اس کی سلطنت کے خادم ہیں جو انسانوں کے مختلف کاموں کے محافظ چھوڑے گئے ہیں اور وہ ہر وقت خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنی رپورٹیں بھیجتے رہتے ہیں پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ خدا سب سے زیادہ اپنی زمینی بادشاہت سے ہی پہچانا گیا ہے کیونکہ ہر ایک شخص خیال کرتا ہے کہ آسمان کا راز مخفی اور غیر مشہود ہے بلکہ حال کے زمانہ میں قریباً تمام عیسائی اور اُن کے فلاسفر آسمانوں کے وجود کے ہی قائل نہیں جن پر خدا کی بادشاہت کا انجیلوں میں سارا مدار رکھا گیا ہے مگر زمین تو فی الواقع ایک کُرّہ ہمارے پاؤں کے نیچے ہے اور ہزارہا قضاوقدر کے امور اس پر ایسے ظاہر ہورہے ہیں جو خود سمجھ آتا ہے کہ یہ سب کچھ تغیر و تبدل اور حدوث اور فنا کسی خاص مالک کے حکم سے ہو رہا ہے پھر کیونکر کہا جائے کہ زمین پر ابھی خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ ایسی تعلیم ایسے زمانہ میں جب کہ عیسائیوں میں آسمانوں کا بڑے زور سے انکار کیا گیا ہے نہایت نامناسب ہے کیونکہ انجیل کی اس دعا میں تو قبول کرلیا گیا ہے کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں اور دوسری طرف تمام محققین عیسائیوں نے سچے دل سے یہ بات مان لی ہے یعنی اپنی تحقیقات جدیدہ سے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ آسمان کچھ چیز ہی نہیں اُن کا کچھ وجود ہی نہیں پس ما حصل یہ ہوا کہ خدا کی بادشاہت نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں۔ آسمانوں سے تو عیسائیوں نے انکار کیا اور زمین کی بادشاہت سے ان کی انجیل نے خدا کو جواب دیا تو اب بقول ان کے خدا کے پاس نہ زمین کی بادشاہت رہی نہ آسمان کی مگر ہمارے خدائے عزّوجلّ نے سورۃ فاتحہ میں نہ آسمان کا نام لیا نہ زمین کا نام اور یہ کہہ کر حقیقت سے ہمیں خبر دے دی کہ وہ ربّ العالمین ہے یعنی جہاں تک آبادیاں ہیں اور جہاں تک کسی قسم کی مخلوق کا وجود موجود ہے خواہ اجسام خواہ ارواح اُن سب کا پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا خدا ہے جو ہر وقت ان کی پرورش کرتا ہے اور ان کے مناسب حال ان کا انتظام کر رہا ہے۔ اور تمام عالموں پر ہر وقت ہر دم اس کا سلسلہ ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیّت اور جزاسزا کا جاری ہے۔“

(کشتی نوحؑ، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 41-42)

ارشادِ باری تعالیٰ

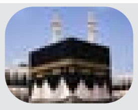

رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ٭ۖ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلۡ دُعَآءِ

(ابراھیم:۴۱)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔ اے ہمارے ربّ! اور میری دعا قبول کر۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”نمازیں جلدی جلدی نہ پڑھ لیں بلکہ سوچ سمجھ کے پڑھیں۔ ابھی سے یہ عادت ڈالیں کہ نماز میں آپ نے غور کرنا ہے کیونکہ دس سال کی عمر ایک ایسی عمر ہے جس میں بڑی اچھی طرح پتہ لگ جاتا ہے ہر بچے کو کہ وہ کیا نماز میں پڑھ رہا ہے۔ آپ نے مثلاً سورۃ فاتحہ پڑھی ہے۔ یہ اکثر بچوں کو یاد ہے اور اکثر بچوں کو سورۃ فاتحہ کا ترجمہ بھی یاد ہے، تو اس میں دیکھیں کتنی دعائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف سے وہ شروع ہوتی ہے۔ اس کا شکر ادا کریں۔ اس کی تعریف کریں۔ کتنے احسان اس نے کئے ہیں کہ آپ کو صحت دی، آپ کو ماں باپ دیے جو آپ کی نگہداشت کرتے ہیں۔ آپ کو ایسا ماحول دیا جہاں دینی تربیت ہوسکتی ہے۔ آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں پیدا کیا جہاں آپ صحیح طور پہ اللہ تعالیٰ کی پہچان کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرکے اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتے ہیں۔ اپنی زندگیوں کو پاک بنا سکتے ہیں۔ صاف بنا سکتے ہیں۔ تو اسی بات پر اگر آدمی شکر ادا کرنے لگے اللہ تعالیٰ کا، تو شکر ادا نہیں ہوسکتا۔ پھر دیکھیں بہت ساری چیزیں اسی دعا میں ہیں۔ اب اللہ نے بتایا کہ میں رحمان بھی ہوں رحیم بھی ہوں۔ بہت ساری باتیں آپ کے لئے اس نے پیدا کردیں۔ رب ہونے کی وجہ سے اور بہت ساری چیزیں آپ کو دیتا ہے۔ بغیر مانگے آپ کو دیتا ہے، تو جب بغیر مانگے دے دیتا ہے تو جب آپ اچھے کام کریں اور اس سے مانگیں تو اور زیادہ آپ پر فضل کرے گا۔ برائیوں سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ گیارہ بارہ سال کی عمر یا چودہ پندرہ سال کی عمر کے بچے ایسی عمر کے بچے ہیں جن کو برائی اور نیکی کا بڑی اچھی طرح پتہ لگ جاتا ہے۔ پھر برائیوں سے بچنے کی اس میں دعا سکھائی ہے نماز میں سورۃ فاتحہ میں آپ پڑھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے آپ دعا مانگتے ہیں کہ اللہ میاں ہمیں برائیوں سے بچا اور صحیح رستے پر چلا اور برائیوں سے بچنے کے لئے اور صحیح رستے پر چلنے

بقیہ صفحہ 7 پر

اس شمارہ میں

- سلام بنام رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم (منظوم)
- بچوں کی تربیت کے حوالہ سے آنحضور ﷺ کی والدین اور بزرگوں کو نصائح
- حلال و حرام جانور قرآن و حدیث کی روشنی میں
- والدین سے حسن سلوک

دربارِ خلافت

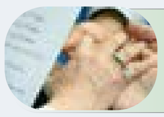

جو تمام اعمال اور اخلاق کے جامع ہوتے ہیں وہی متقی کہلاتے ہیں۔ (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

حقیقی مومن اور تقویٰ پر قدم مارنے والوں کا مولیٰ اور دوست وہ عظیم جاہ و جلال والا خدا ہے جس کی بادشاہت تمام زمین و آسمان پر حاوی ہے۔ پس جو ایسے جاہ و جلال اور قدرت رکھنے والے خدا کی آغوش میں ہو کیا اسے مخالفین کا مکر اور ان کی تدبیریں کچھ نقصان پہنچا سکتی ہیں؟ یقیناً نہیں، کبھی نہیں۔ کیونکہ جو خدا تعالیٰ پر کامل ایمان لاتا ہے خدا اس کی حفاظت کے سامان پیدا فرماتا ہے۔ یہ اس کا وعدہ ہے کہ وہ ان کی مدد فرماتا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے وَكَانَ حَقًّا عَلَيۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ (الروم:48) یعنی مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔ پس یہ ہے مومنوں کا خدا جو کسی لحہ بھی اپنے مومن بندوں سے غافل نہیں۔ یہ زمین و آسمان کا مالک خدا جس کو نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ آتی ہے، ہر وقت اپنے مومن بندے کی پکار پر ہر جگہ پہنچ جاتا ہے۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے اس خدا سے تعلق جوڑتے ہیں اور خشوع اور تقویٰ میں بڑھے ہوئے ہیں اور بڑھتے چلے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو خدا اپنے مومن بندے کی حفاظت و نصرت کے لئے اس پر نظر رکھے ہوئے ہے، اس کو ماننے والے ہیں۔ پس ہمیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آئے ہیں اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کے عاشقِ صادق کی بیعت میں آنے والے ہی حقیقی مومن ہیں، ایک تو اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ صرف یہ ایک عمل کہ ہم بیعت میں آگئے کافی نہیں، بلکہ ہم نے اپنے اعمال کے بیج کی حفاظت کر کے اس کے اُگنے کے سامان کرنے ہیں۔ پھر اس کے اُگنے کے بعد نرم سبزے کی حفاظت کرنی ہے۔ پھر نرم سبزے نے جب ٹہنیوں کی صورت اختیار کرنی ہے اس کی نگہداشت کرنی ہے، اسے ہر قسم کے کیڑے مکوڑوں اور جانوروں سے محفوظ رکھنا ہے۔ پھر اس پودے کی نگہداشت رکھتے ہوئے اسے مضبوط تنے پر کھڑا کرنا ہے، تب جا کر یہ ثمر آور درخت بنے گا، پھل دینے والا درخت بنے گا جو فائدہ پہنچائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو تمام اعمال اور اخلاق کے جامع ہوتے ہیں وہی متقی کہلاتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر ایک ایک خُلق فرداً فرداً کسی میں ہو تو اسے متقی نہیں کہیں گے جب تک بحیثیت مجموعی اخلاقِ فاضلہ اس میں نہ ہوں۔ کسی ایک نیکی کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو نیک نہ سمجھے تقویٰ پر قدم مارنے والا نہیں جب تک تمام اخلاقِ فاضلہ اس میں نہ ہوں۔ پس ایک تو یہ بات ہر وقت ہر احمدی کو ذہن نشین کرنی چاہئے کہ ایمان میں مضبوطی کے لئے تمام نیکیوں کو اختیار کرنا اور ان میں بڑھتے چلے جانا ضروری ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ مومنوں کا دوست ہے اس لئے ان کی حفاظت فرماتا ہے اور کافر اس لئے تباہ ہوتے ہیں کہ ان کا کوئی دوست نہیں۔ اب اس مدد کو اور رنگ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا کہ صرف دوست نہیں ہے اور صرف حفاظت ہی نہیں کرتا بلکہ مومنوں کو یہ ضمانت ہے کہ مومنوں کو کافروں پر فوقیت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے ایسے سامان پیدا فرمائے گا کہ جیت یقیناً مومنوں کی ہو گی، غلبہ یقیناً تمہارا ہو گا۔ مخالفین کی کثرت سے ان کے ساز و سامان سے، ان کے مکروں سے، ان کی حکومتوں سے تم پریشان نہ ہو۔ ان کے حملے تمہارے ایمانوں میں کمزوری پیدا نہ کریں۔ یاد رکھو کہ دشمنوں کے جتھے تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ اپنے اوپر فرض کر لیا ہے کہ انبیاء اور مومنین کی جماعت ہی آخر کار غالب آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ذریعوں سے دشمن کی تباہی کے سامان کرتا ہے جو ایک عام آدمی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔

جنگِ بدر کے ذکر میں اللہ فرماتا ہے کہ اس وقت تمہاری کیا حیثیت تھی۔ آنحضرت ﷺ تڑپ تڑپ کر اللہ تعالیٰ کے حضور یہ عرض کر رہے تھے کہ اگر آج مومنین کی چھوٹی سی جماعت ختم ہوگئی تو پھر اے اللہ! تیرا نام لیوا اس دنیا میں کوئی نہیں ہو گا اور اس جنگ میں ساز و سامان اور تعداد کے لحاظ سے بھی مسلمانوں کی اور کفار کی کوئی نسبت ہی نہیں تھی۔ لیکن نتیجہ کیا نکلا۔ ان دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے جو آنحضرت ﷺ نے کیں اور مومنین کے ایمان کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور کفار کی اس کثرت کو بے بس اور مغلوب کر دیا۔ ہر طرف ان کی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَمۡ تَقۡتُلُوۡهُمۡ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمۡ (الانفال:18) یعنی یاد رکھو کافروں کو تم نے نہیں مارا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مارا تھا اور پھر آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ وَمَا رَمَيۡتَ اِذۡ رَمَيۡتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال:18) کہ جب تم نے مٹھی بھر کنکر پھینکے تھے تو تُو نے نہیں پھینکے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکے تھے۔ پس اس جنگ میں کافروں کو ذلیل و خوار کر دیا۔ وہ جو مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے آئے تھے کہ آج مٹھی بھر مسلمان ہیں ان کو ختم کر دیں گے خود نہایت ذلیل و خوار ہو کر گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تسلی دلائی کہ یہ میری مدد کی اور اس وعدے کی (کہ غلبہ انشاء اللہ تمہارا ہے) ایک جھلک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنۡ تَسۡتَفۡتِحُوۡا فَقَدۡ جَآءَكُمُ الۡفَتۡحُ وَاِنۡ تَنۡتَهُوۡا فَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ وَاِنۡ تَعُوۡدُوۡا

بقیہ صفحہ 7 پر

سلام بنام رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ و سلّم

السّلام السّلام السّلام السّلام
ہو گیا جب سے روشن وہ ماہِ تمام
آ رہی ہے صدا السّلام السّلام
اس کی خاطر بنے سارے کون و مکاں
کب سے جاری ہوا یہ نظام السّلام
چاند سورج ستارے بھی روشن ہوئے
راہ تکتے رہے صبح و شام السّلام
جتنے آئے تھے پہلے نبی، رہنُما
سب سے بڑھ کر ہے اس کا مقام السّلام
وہ جو سردار لڑتے ، سر دار تھے
پیار سے کہتے ہیں اب سلام السّلام
جو کراہت نہ کرتے تھے مُردار سے
سوچتے ہیں حلال وحرام السّلام
کتنے ظالم تھے سفاک تھے راہزن
ہو گئے تیری رحمت سے رام السّلام
وہ جو صدیوں کے مُردے تھے زندہ ہوئے
اِک دُعا سے ہوا سارا کام السّلام
تیری آواز بہرے بھی سننے لگے
سیکھا گونگوں نے تجھ سے کلام السّلام
تیرے جلوے سے اندھے بھی بینا ہوئے
جان پائے وہ تیرا مقام السّلام
دِل کے بیمار سارے شِفا پا گئے
ہو گئے دور ان کے جذام السّلام
ہو گئے اس کے عاشق تو سب پاگئے
آسماں سے جو اُترے انعام السّلام
پھر سے روشن ہوا جب وہ ماہِ تمام
آئی پھر سے، صدا السّلام السّلام
وہ جو صحرا کی وادی میں چشمہ بہا
پھر سے کوثر کا لایا ہے جام السّلام
یہ جو خوشبو عجب سی فضاؤں میں ہے
لے کے آئی ہے اُس کا پیام السّلام
آج بھی لوگ قُرباں ہیں اس راہ میں
پاگئے ہیں شہادت مقام السّلام
نام پروانوں میں جس کا لکھا گیا
ہوگیا سُرخرو شادکام السّلام
السّلام السّلام السّلام السّلام

ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔لندن

اداریہ

حاصل مطالعہ

بچوں کی تربیت کے حوالہ سے آنحضور ﷺ کی والدین اور بزرگوں کو نصائح

(قسط دوم)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اولاد کے حوالے سے بعض نصائح فرمائی ہیں۔جن پر تعمیل ہمارے بہت ہی پیارے آقا سید نا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہر موقع پر خود بھی فرمائی اور صحابہؓ سے بھی کروائی۔ جیسے اولاد کو دینی تعلیم اور اخلاق حسنہ سے آراستہ کرنے کے لئے والدین کو یہ دُعا سکھلائی:

قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (ال عمران: 39)

اے میرے رب! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریت عطا کر۔ یقیناً تو بہت دعا سننے والا ہے۔

اولاد ہوجانے کے بعد اولاد کو نیکی اور تقویٰ پر قائم رکھنے کے لئے یہ دُعا سکھلائی:

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (الاحقاف:16)

اے میرے رب! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کرسکوں جو تُونے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تُو راضی ہو اور میرے لئے میری ذریت کی بھی اصلاح کردے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

آنحضرت ﷺ نے بچے کی پیدائش پر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنے کی تلقین فرمائی۔جس سے ''اُم الصبیان'' (اس میں بچوں کو سوکھے کا مرض لاحق ہوجاتا ہے اور بچہ کمزور ہوتا چلا جاتا ہے۔عموماً تشنج کا دورہ پڑتا ہے۔) کی بیماری نہیں ہوتی۔ (الجامع الصغیر)

ان الفاظ سے قرآنی تعلیم کا خلاصہ بچے کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے گویا بچے کے دل میں تعلیم کا پختہ نقش قائم ہوجاتا ہے۔

آنحضور ﷺ نے اذان کے متعلق فرمایا: اَلْاَذَانُ يَتَرَدَّدُ الشَّيْطٰنُ (بخاری) کہ اذان شیطان کو دھتکار کردیتی ہے۔

اسی طرح حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے خود بعض بچوں کو گھٹی (بعض لوگ اسے گڑھتی بھی کہتے ہیں) دے کر دعا کی تا کہ بچے پر نیک اور اچھا اثر پڑے۔ اسی سنت کے تتبع میں خاندان اور معاشرہ میں نیک صالح شخص سے گھٹی دلوائی جاتی ہے۔

پھر سات دن کے ہونے پر لڑکے کی صورت میں دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرے کی قربانی کا ارشاد ہے۔ اگر لڑکا پیدا ہو تو اس کا ختنہ بھی کرایا جائے۔ (زاد المعاد)

جب بچہ سات سال کا ہوجائے تو اسے نماز پڑھنے کی ترغیب دینی چاہیں۔ اس سے پہلے بچے کو نماز کے الفاظ اور دُعائیں یاد کروا دینی چاہیں اور جب بڑا ہوجائے اور باہر چلنے پھرنے کے قابل ہوجائے تو پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اسے فحشاء و منکر سے بچانے کے لئے ہدایت دی کہ مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعٍ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ (ابوداؤد)

کہ جب بچہ سات سال کا ہوجائے تو اُسے نماز کا حکم دو اگر تین سال کی کوشش کے بعد بھی نماز نہ پڑھے تو اس کو سرزنش کی جائے اور دس سال کی عمر میں اس کو علیحدہ سلائیں اور جب بڑا ہوجائے تو اس کو گھر میں اجازت لے کر داخل ہونا چاہیے۔

پھر فرمایا کہ جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اُسے لا الہ الا اللہ سکھا دو ...... اور جب دودھ کے دانت گر جائیں تو نماز کا حکم دیں۔ (زاد المعاد)

آنحضور ﷺ عورتوں سے بیعت لیتے وقت یہ عہد بھی لیتے کہ وہ اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کو روحانی طور پر قتل نہیں کریں گی اور ان کی احسن طریق سے تربیت کریں گی اور ان کے اخلاق و عادات کو اسلامی شعار کے مطابق ڈھالیں گی۔

حتیٰ کہ حضورؐ نے عورتوں یعنی ماؤں کو ایسی حالت میں روزے رکھنے سے منع فرمایا جب وہ بچوں کو دودھ پلا رہی ہوں یا حاملہ ہوں تا ان کی صحت قائم رہے اور کوئی بُرا اثر بچے کی صحت پر نہ پڑے۔

آنحضور ﷺ نے طلاق وخلع کو ناپسند فرمایا اور اسے اَبْغَضُ الْحَلَالِ قرار دیا۔ کیونکہ طلاق یا خلع سے بچے جہاں بٹ جاتے ہیں وہاں ان کی تربیت پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔

آنحضور ﷺ نے قوم کے نئے پھولوں اور کلیوں کی تربیت کے لئے والدین کو ہدایت فرمائی کہ

بیٹے کا حق اس کے باپ کے ذمے یہ ہے کہ وہ اس کا اچھا نام رکھیں، اس کا عمدہ ٹھکانہ بنائے اور پسندیدہ آداب سکھلائے۔

فرمایا: اپنے بچوں کو ادب سکھاؤ کیونکہ تمہارا یہ فعل روزانہ ایک صاع صدقہ کے برابر ہے۔

نیز ترمذی کی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ یعنی باپ اپنے بیٹے کو نیک آداب سکھانے سے بہتر کوئی چیز نہیں دیتا۔

والدین کو ہی بچوں کی تربیت کے ذمہ دار قرار دیتے ہوئے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ

مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ (بخاری کتاب الجنائز)

کہ ہر بچہ فطرت اسلام (فطرت صحیحہ) پر پیدا ہوتا ہے مگر اس کے والدین ہی اُسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں یعنی بچہ والدین کے نمونہ کو اخذ کرتا ہے۔ بچہ اپنے والدین سے ہی سب سے پہلے سیکھتا ہے اس لئے والدین کو اپنا نمونہ درست رکھنا چاہیے۔

پھر والدین کو ہدایت دیتے ہوئے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کی ایسے رنگ میں تربیت کرو کہ یہ تین خوبیاں بطور عادت وخصلت ان میں راسخ ہوجائیں۔

1۔ اپنے نبی سے محبت

2۔ اہل بیت سے محبت

3۔ تلاوت قرآن اور اس سے محبت

پھر فرمایا:

اَعِيْنُوْا اَوْلَادَكُمْ عَلَى الْبِرِّ

(الجامع الصغیر ابن سیوطی، ابن ماجہ)

کہ نیکی کے کاموں میں اپنے بچوں کی مدد کیا کرو۔

پھر فرمایا:

دُعَاءُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ كَدُعَاءِ النَّبِيِّ لِاُمَّتِهٖ

(الجامع الصغیر ابن سیوطی، ابن ماجہ)

کہ باپ کی دُعا اپنے بچے کے حق میں ایسے ہی مقبولیت کا درجہ رکھتی ہے جیسے نبی کی دعا اپنی امت کے لئے۔

اپنی اولاد کا واجبی احترام کرنے کی ہدایت دیتے ہوئے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ

اَكْرِمُوْا اَوْلَادَكُمْ وَاَحْسِنُوْا اَدَبَهُمْ (ابن ماجہ)

کہ والدین اپنی اولاد کے ساتھ نرمی و ملاطفت اور درگزر کا سلوک کریں۔ ان کا واجبی احترام کریں اور ان کو آداب سکھلائیں۔

یہی ہدایت ابن ماجہ میں ان الفاظ میں بھی ملتی ہے آنحضور ﷺ نے فرمایا:

اے لوگو! اپنے بچوں کی عزت کیا کرو کیونکہ ان کی عزت کرنا دوزخ کا پردہ ہے اور ان کے ساتھ مل کر کھانا جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

(یہ تمام مواد ''حضرت رسول کریم ﷺ اور بچے'' شائع کردہ لجنہ اماء اللہ کراچی سے لیا گیا ہے)

(باقی آئندہ ان شاء اللہ)

مرسلہ: مبارک احمد منیر مربی سلسلہ برکینا فاسو

حلال و حرام جانور قرآن و حدیث کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری شریعت رسول اللہ ﷺ پر اتاری اور اس شریعت میں تمام بنی نوع انسان کی بھلائی کے لیے وہ تمام احکامات رکھ دیے ہیں جس سے نسل انسانی کی روحانی، جسمانی، معاشرتی، اخلاقی ،ذہنی ترقی اپنے عروج پر پہنچ سکتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کچھ چیزیں حرام قرار دی ہیں جو بنی آدم کی روحانی اور جسمانی ترقی میں روک بن سکتی ہیں یا وہ چیزیں انسانی اخلاقیات پر برا اثر پیدا کرسکتی ہیں۔ اس مضمون میں خاکسار ان جانوروں کا ذکر کرے گا جو شریعت نے حرام قرار دیے ہیں یا رسول اللہ ﷺ نے حرام قرار دیے ہیں۔ اور ان اصولوں کا ذکر کرے گا جس کے معیار پر دوسرے دنیا کے جانوروں کے حلال یا حرام ہونے کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

جب قرآن کریم پر نظر دوڑائیں تو ہمیں بعض آیات واضح طور پر اس کا پتہ دیتی ہیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

حُرِّمَتۡ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃُ وَ الدَّمُ وَ لَحۡمُ الۡخِنۡزِیۡرِ وَ مَاۤ اُہِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰہِ بِہٖ وَ الۡمُنۡخَنِقَۃُ وَ الۡمَوۡقُوۡذَۃُ وَ الۡمُتَرَدِّیَۃُ وَ النَّطِیۡحَۃُ وَ مَاۤ اَکَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَکَّیۡتُمۡ ۟ وَ مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَ اَنۡ تَسۡتَقۡسِمُوۡا بِالۡاَزۡلَامِ ؕ ذٰلِکُمۡ فِسۡقٌ ؕ اَلۡیَوۡمَ یَئِسَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ دِیۡنِکُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡہُمۡ وَ اخۡشَوۡنِ ؕ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ فَمَنِ اضۡطُرَّ فِیۡ مَخۡمَصَۃٍ غَیۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

(سورۃ مائدہ: 4)

تم پر مردار حرام کر دیا گیا ہے اور خون اور سور کا گوشت اور جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور دم گھٹ کر مرنے والا اور چوٹ لگ کر مرنے والا اور گر کر مرنے والا اور سینگ لگنے سے مرنے والا اور وہ بھی جسے درندوں نے کھایا ہو، سوائے اس کے کہ جسے تم (اس کے مرنے سے پہلے) ذبح کر لو اور وہ (بھی حرام ہے) جو معبودان باطلہ کی قربان گاہوں پر ذبح کیا جائے اور یہ بات بھی کہ تم تیروں کے ذریعہ آپس میں حصے بانٹو یہ سب فسق ہے۔

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ مَاذَاۤ اُحِلَّ لَہُمۡ ؕ قُلۡ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ۙ وَ مَا عَلَّمۡتُمۡ مِّنَ الۡجَوَارِحِ مُکَلِّبِیۡنَ تُعَلِّمُوۡنَہُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ اللّٰہُ ۫ فَکُلُوۡا مِمَّاۤ اَمۡسَکۡنَ عَلَیۡکُمۡ وَ اذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ عَلَیۡہِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ

(سورہ مائدہ 5)

وہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال کیا گیا ہے۔ تو کہہ دے کہ تمہارے لئے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور شکاری جانوروں میں سے بعض کو سدھاتے ہوئے جو تم تعلیم دیتے ہو تو (یاد رکھو کہ) تم انہیں اس میں سے سکھاتے ہو جو اللہ نے تمہیں سکھایا ہے۔ پس تم اس (شکار) میں سے کھاؤ جو وہ تمہارے لئے روک رکھیں اور اس پر اللہ کا نام پڑھ لیا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو یقیناً اللہ حساب (لینے) میں بہت تیز ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ

’’حرمت کے چار قاعدے ہیں۔ ایک وہ حرام ہے جو انسان کی جان کو ہلاک کر دے مثلاً مردار۔ دوم وہ جو اخلاق میں شہوت وغضب کو بڑھائے مثلاً سؤر۔ سوم وہ جو طبعی قوتوں کو برباد کرے مثلاً لہو جس کو زہر تشنج، استرخاء پیدا کرتی ہے۔ جو قومیں مردار، خون سؤر، غیر اللہ کے نام کا استعمال کرتی ہیں۔ ان میں الٰہیات کے سمجھنے کی قوت نہیں رہتی۔ چہارم جو غیر اللہ سے تقرب اور حاجت روائی کے لئے کیا جاوے اور یہ شرک ہے۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 180)

اس کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اس میں ایک ایک مرکزی لفظ چنا ہے اور اس کے تابع اس جنس کی تفصیل بیان نہیں فرمائی۔ یہ ہے خلاصہ عنوان لگا دیئے گئے ہیں ایک عنوان ہے مردہ کا۔ اس عنون کے تابع ہر قسم کا جانور جس کا گوشت طبعی موت یا عائد کردہ موت کے نتیجہ میں کھانے کے لئے استعمال ہونے لگ جائے وہ گوشت نہیں کھانا۔ چوٹ لگ کے مرا ہو، اس کو طبعی موت نہیں کہتے مگر حادثے کے نتیجہ میں موت واقع ہوگئی ہو، ہے موت ہی۔ دم گھونٹ کے مارا گیا ہو۔ طبعی موت نہیں ہے لیکن دم بند ہونے کی وجہ سے جو موت ہے، ہے موت ہی۔ تو ہر ایسا گوشت جس کو بالارادہ انسان کے تصرف کے لیے خون بہا کر ذبح نہ کیا گیا ہو۔ وہ میت کہلائے گا۔ یہ ایک عنوان ہے میتہ کا۔

دوسرا عنوان ہے خنزیر۔ خنزیر کے عنوان کے تابع ہر قسم کے وہ جانور جو گوشت خور ہیں وہ بھی آجاتے ہیں۔ کیونکہ خنزیر ایک ایسا سبزی خور جانور ہے جو گوشت خور بھی ہے۔ صرف سبزی خور نہیں ہے۔ میرے نزدیک خنزیر کے عنوان کے نیچے تمام درندے بھی آجاتے ہیں۔ اور درندوں کی جو حرمت ہے وہ خنزیر سے ہے۔

تیسرا ہے جو غیر اللہ کے لیے ذبح کیا جائے۔ اس میں اوثان وغیرہ جو دوسرے طریق تھے جن کی خاطر مارے جاتے ہیں یا نظریں چڑھائی جاتی ہیں پیروں فقیروں کو۔۔۔ تمام قسم کی حرمتیں جو شرک سے تعلق رکھتی ہیں ایک عنوان کے تابع بیان فرما دیں۔

خون ہر جانور کا حرام ہے اس لیے خون کو الگ بیان فرمایا ہے۔‘‘

(اردو ترجمہ القرآن کلاس نمبر 29 سورہ بقرہ زیر آیت 174)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’خنزیر جو حرام کیا گیا ہے۔ خدا نے ابتدا سے اس کے نام میں ہی حرمت کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ خنزیر کا لفظ خنز اور ار سے مرکب ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ میں اس کو بہت فاسد اور خراب دیکھتا ہوں۔ خنز کے معنی بہت فاسد اور ار کے معنی دیکھتا ہوں۔۔۔ عجیب اتفاق یہ ہے کہ ہندی میں اس جانور کو سؤر کہتے ہیں۔ یہ لفظ بھی سوء اور ار سے مرکب ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ میں اس کو بہت برا دیکھتا ہوں۔۔۔ اس بات کا کس کو علم نہیں کہ یہ جانور اول درجہ کا نجاست خور اور نیز بے غیرت اور دیوث ہے۔ اب اس کے حرام ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ قانون قدرت یہی چاہتا ہے کہ ایسے پلید اور بد جانور کے گوشت کا اثر بھی بدن اور روح پر بھی پلید ہی ہو۔ جیسا کہ یونانی طبیبوں نے اسلام سے پہلے ہی یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس جانور کا گوشت بالخاصیت حیا کی قوت کو کم کرتا ہے اور دیوثی کو بڑھاتا ہے اور مردار کا کھانا بھی اسی لئے اس شریعت میں منع ہے کہ مردار بھی کھانے والے کو اپنے رنگ میں لاتا ہے اور نیز ظاہری صحت کیلئے بھی مضر ہے اور جن جانوروں کا خون اندر ہی رہتا ہے جیسے گلا گھونٹا ہوا یا لاٹھی سے مارا ہوا۔ یہ تمام جانور درحقیقت مردار کے حکم میں ہی ہیں۔ کیا مردہ کا خون اندر رہنے سے اپنی حالت پر رہ سکتا ہے؟ نہیں بلکہ وہ بوجہ مرطوب ہونے کے بہت جلد گندہ ہوگا اور اپنی عفونت سے تمام گوشت کو خراب کرے گا اور نیز خون کے کیڑے جو حال کی تحقیقات سے بھی ثابت ہوئے ہیں مر کر ایک زہرناک عفونت بدن میں پھیلا دیں گے۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 4 صفحہ 5)

ان بنیادی قرآنی احکامات کے بعد ہمیں احادیث میں بھی حرام یا ممنوع جانوروں کے اصول ملتے ہیں چنانچہ ذیل میں وہ احادیث پیش خدمت ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے بعض دیگر جانوروں کو بھی کھانے سے منع کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’کل ذی ناب من السباع فاکلہ حرام‘‘

(صحیح مسلم کتاب الصید والذبائح باب تحریم اکل کل ذی ناب من السباع وکل ذی مخلب من الطیر)

ہر کچلی والے درندے جانوروں کا کھانا حرام ہے

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ’’نھی رسول اللہ ﷺ عن کل ذی ناب من السباع وعن کل ذی مخلب من الطیر‘‘

صحیح مسلم کتاب الصید والذبائح باب تحریم اکل کل ذی ناب من السباع وکل ذی مخلب من الطیر)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلی والے درندے اور ہر پنجے والے پرندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (اس سے مراد شکاری پرندے ہیں)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ’’ان رسول اللہ ﷺ نھی یوم خیبر عن لحوم الحمر الاھلیۃ واذن فی لحوم الخیل‘‘

(صحیح مسلم کتاب الصید والذبائح باب فی اکل لحوم الخیل)

رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ان اللہ ورسولہ ینھیانکم عنھا فانھا رجس من عمل الشیطان

(صحیح مسلم کتاب الصید والذبائح باب تحریم اکل لحم الحمر الانسیۃ)

یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ تمہیں اس سے منع فرماتے ہیں کیونکہ یہ ناپاک شیطانی عمل ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی ابو داؤد میں حدیث آئی ہے کہ ذبحنا یوم خیبر الخیل والبغال والحمیر فنھانا رسول اللہ ﷺ عن البغال والحمیر ولم ینھانا عن الخیل

(ابو داؤد کتاب الاطعمۃ باب فی اکل لحوم الخیل)

ہم نے خیبر کے دن گھوڑے، خچر اور گدھے ذبح کئے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خچر اور گدھوں سے منع فرمادیا اور گھوڑے سے ہمیں نہیں روکا۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ سئل رجل رسول اللہ ﷺ عن اکل الضب فقال لا اکلہ ولا احرمہ

(صحیح مسلم کتاب الصید والذبائح باب اباحۃ الضب)

حضرت نبی کریم ﷺ سے سوسمار (گوہ) کے بارہ میں پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ ہی اسے حرام ٹھہراتا ہوں۔

صحیح مسلم کی ہی ایک اور حدیث میں زیادہ تفصیل بھی پائی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب سوسمار پیش کی گئی تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ ہم لوگوں کے علاقہ میں نہیں ہوتی اس لئے مجھے لگتا ہے کہ یہ میرے مزاج کے مطابق نہیں۔ چنانچہ اسی موقع پر حضرت خالد بن ولید نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اسے کھایا اور رسول اللہ ﷺ اسے دیکھ رہے تھے۔

عن عبداللہ بن ابی اوفی قال غزونا مع رسول اللہ ﷺ سبع غزوات نأکل الجراد

(صحیح مسلم کتاب الصید والذبائح باب اباحۃ الجراد)

حضرت عبد اللہ بن اوفیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں حصہ لیا چنانچہ ہم ٹڈیاں کھاتے تھے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ایک حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس خرگوش کا گوشت لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول کیا اور اسے کھایا۔

حضرت سفینہؓ کہتے ہیں کہ ''اکلت مع رسول اللہ ﷺ لحم حباری''

(ابوداؤد کتاب الاطعمۃ باب فی اکل لحم الحباری)

حضرت سفینہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان رسول اللہ ﷺ قال احلت لنا میتتان الحوت والجراد''

(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۲۱۸ کتاب الصید باب صید الحیتان والجراد)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے لیے دو مردار مچھلی اور ٹڈی حلال ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ھوالطھور ماء ہ الحل میتتہ''

(سنن ابن ماجہ کتاب الطھارۃ وسننھا باب الوضوء بماء البحر)

اس (سمندر) کا پانی بذات خود پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

عن جابر بن عبداللہ قال رسول اللہ ﷺ ما القی البحر او جزر عنہ فکلوہ ومامات فیہ فطفا فلا تاکلوہ

(سنن ابی داؤد کتاب الاطعمۃ باب فی اکل الطافی من السمک)

حضرت جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس جانور کو سمندر نے کنارے پر ڈال دیا ہو یا پانی کم ہو جانے سے وہ مرجائے تو اسے کھاؤ اور جو سمندر میں مرکر اوپر آجائے اسے مت کھاؤ۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:

''میں بچپن میں ایک دفعہ ایک طوطا شکار کر کے لایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دیکھ کر کہا محمود طوطے کا گوشت حرام تو نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہر جانور کھانے کے لئے ہی پیدا نہیں کیا۔ بعض خوبصورت جانور دیکھنے کے لئے ہیں کہ انہیں دیکھ کر آنکھیں راحت پائیں۔ بعض جانوروں کو عمدہ آواز دی ہے کہ ان کی آواز سُن کر کان لذت حاصل کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہر حس کے لئے نعمتیں پیدا کی ہیں وہ سب کی سب چھین کر زبان ہی کو نہ دے دینی چاہئیں۔ دیکھو یہ طوطا کیسا خوبصورت جانور ہے۔ درخت پر بیٹھا ہوا دیکھنے والوں کو کیسا بھلا معلوم ہوتا ہوگا۔''

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 263)

فرمایا: ''اللہ تعالےٰ نے جسقدر چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اس کی وجہ ان کے جسمانی یا اخلاقی یا روحانی مضرات ہیں اور صرف ایسی ہی اشیاء کا کھانا جائز قرار دیا ہے جو انسان کی جسمانی اخلاقی اور روحانی ترقی کا موجب ہوں''

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 180)

ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل باتیں ہمارے سامنے آتی ہیں:

قرآن کریم نے صریحاً جو چیزیں حرام کی ہیں وہ چار ہیں۔

(۱) مردار

(۲) خون

(۳) سؤر (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے فتویٰ کے مطابق اس ضمن میں تمام گوشت کھانے والے درندے بھی آجاتے ہیں)

(۴) جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو

قرآن کریم نے مردار کی مزید تفصیل اس طرح بیان فرمائی:

(۵) چوٹ لگ کر مرنے والا

(۶) دم گھٹ کر مرنے والا

(۷) گر کر مرنے والا

(۸) سینگ لگ کر مرنے والا

(۹) جسے درندہ نے کھایا ہو

(۱۰) جسے معبودان باطلہ کی قربان گاہوں پر ذبح کیا گیا ہو

اس کے علاوہ احادیث میں بھی بعض جانوروں کی حرمت ملتی ہے:

(۱) ہر کچلی والے درندے

(۲) خچر

(۳) پنجے سے شکار کرنے والے پرندے

(۴) گھریلو گدھے

(۵) سمندر کا مردار اس صورت میں حرام ہے اگر وہ مر کر سطح پر آ گیا ہو۔ لیکن اگر پانی کی کمی کی وجہ سے مرا ہو تو حلال ہے۔

(۶) بلی کو کھانے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

(۷) رسول اللہ ﷺ نے ہر ''جلالہ'' جانور یعنی گندگی کھانے والے جانور کو کھانے سے بھی منع کیا ہے۔ جیسے اگر کوئی حلال جانور باہر گندی چیزیں کھا کر گزارہ کرتا ہے جہاں چارہ نہیں تو اس کو کھانا منع ہے۔ مثلاً مرغی اگر باہر پھرتی رہتی ہے اور اس کے لیے باقاعدہ کھانا نہیں ڈالا جاتا اور یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ باہر پاکیزہ چیزیں کھاتی ہے تو بعض فقہانے لکھا ہے کہ بہتر ہے کہ ایسے جانور کو چند دن گھر میں چارہ وغیرہ ڈالا جائے تا کہ اس کے اندر سے گندگی ختم ہو جائے اور انسانی جسم پر اس کے گوشت کا اچھا اثر پڑے۔

(۸) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتوے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض جانور یا پرندے جو خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں انہیں بھی نہیں مارنا چاہیئے کیونکہ وہ ماحول کی خوبصورتی میں اضافہ کرتی ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے حلال چیزوں کو چار مدارج میں تقسیم کیا ہے۔ اول: طیب۔ دوم: حلال۔ سوم: حرام۔ چہارم: مکروہ۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ حلال و حرام کی فلاسفی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اسلامی شریعت نے صرف حلال چیزوں کے کھانے کا ہی حکم نہیں دیا بلکہ حلال میں سے بھی طیّب اشیاء کے استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی ہے اور یہ اسلام کی ایسی امتیازی خصوصیت ہے جس میں کوئی اور مذہب اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

اِسی طرح اُس نے حلال کے مقابلہ میں صرف حرام کا درجہ ہی نہیں رکھا بلکہ اس سے اتر کر اس نے بعض چیزوں کو مکروہ بھی قرار دیا ہے۔ اور مومنوں کے لئے اُن کا استعمال ناپسند فرمایا ہے گویا چار مختلف مدارج ہیں جن کو مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے اول طیّب دوم حلال سوم حرام چہارم مکروہ۔ حلال ترقی کرتے کرتے طیّب تک پہنچ جاتا ہے اور حرام گرتے گرتے مکروہ تک آجاتا ہے۔ غرض اسلام اور دیگر مذاہب میں یہ فرق ہے کہ دوسرے مذاہب صرف حلال حرام تک اپنے آپ کو محدود رکھتے ہیں اور اسلام حلال اور حرام کے علاوہ بعض چیزوں کو طیّب یا مکروہ بھی قرار دیتا ہے۔ اور یہ بھی بتاتا ہے کہ کونسی چیزیں بعض حالات میں حلال ہو جاتی ہیں گو اصل میں حرام ہوں اور کونسی چیزیں بعض حالات میں حرام ہو جاتی ہیں گو اصل میں حلال ہوں اور اس طرح موازنہ اشیاء کو قائم کرتا اور ایک لطیف باب گناہ اور نیکی کے امتیاز کے لئے کھول دیتا ہے مثلاً ہماری شریعت میں لوگوں کو ایذاء دینے سے منع کیا گیا ہے۔ اب اگر حلال چیز سے کسی وقت دوسروں کو ایذاء پہنچ جائے تو اُس وقت اس کا استعمال کرنا بھی حرام ہوجائیگا۔ جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مَنْ اَکَلَ مِنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ یَعْنِی الثُّوْمَ فَلَا یَأْتِیَنَّ الْمَسَاجِدَ۔ (مسلم جلد اول کتاب المساجد) یعنی جو شخص کچے لہسن کا استعمال کرے اُسے چاہیئے کہ مسجد میں نہ آئے۔ ایک دوسری حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس کی وجہ بھی بیان فرمائی ہے کہ فَاِنَّ الْمَلَائِکَۃَ تَاَذّٰی مِمَّا تَاَذّٰی مِنْہُ الْاِنْسُ کہ ملائکہ بھی اُن چیزوں سے تکلیف محسوس کرتے ہیں جن سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ (مسلم جلد اوّل کتاب المساجد) اِس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ باوجود اِس کے کہ لہسن کھانا جائز ہے۔ پھر بھی مساجد میں آنے کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لہسن اور پیاز وغیرہ کا کھانا ممنوع قرار دے دیا۔ اور ایسے شخص کو نماز باجماعت سے بھی روک دیا۔۔۔۔ غرض یہ اسلام کی ایک بہت بڑی خوبی ہے کہ اُس نے نہ صرف حلّت وحرمت کے مسائل بیان کئے بلکہ اُس نے یہ بھی بتادیا ہے کہ کھانے کی چیزوں میں سے ادنیٰ درجہ حلال کا ہے اور حرام چیزوں میں سے ادنیٰ کراہت کا ہے۔ پس مومنوں کو حلال اور حرام پر ہی نظر نہیں رکھنی چاہیے بلکہ انہیں تقویٰ کی باریک راہیں اختیار کرتے ہوئے حلال میں سے بھی طیّب چیزوں کو اختیار کرنا چاہیئے اور حرام چیزیں تو الگ رہیں مکروہ چیزوں کے پاس پھٹکنے سے

بھی احتراز کرنا چاہیئے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 337تا338)

’’شریعت اسلامیہ میں جن اشیاء کے کھانے سے منع کیا گیا ہے وہ دو قسم کی ہیں۔ اوّل حرام دوّم ممنوع۔ لُغۃً تو حرام کا لفظ دونوں قسموں پر حاوی ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اِس آیت میں صرف چار چیزوں کو حرام قرار دیا ہے یعنی ۱) مردار، ۲) خون، ۳) سؤر کا گوشت اور وہ تمام چیزیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام سے نامزد کر دیا گیا ہو۔ اِن کے سوا بھی شریعت میں بعض اور چیزوں کے استعمال سے روکا گیا ہے۔ لیکن وہ چیزیں اشیاء ممنوعہ کی فہرست میں تو آئیں گی۔ قرآنی اصطلاح کے مطابق حرام نہیں ہونگی۔ جیسے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نَھٰی عَنْ کُلِّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَعَنْ کُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّیْرِ (مسلم جلد ۲ کتاب الصید والذبائح) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلیوں والے درندے اور پنجوں والے پرندے کو کھانا ممنوع قرار دیا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ نَھٰی عن لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِیَّۃِ، یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم جلد 2 کتاب الصید والذبائح)

یہ احکام اس آیت یا دوسری آیات کے مضمون کے مخالف نہیں ہیں۔ کیونکہ جس طرح اوامر کئی قسم کے ہیں بعض فرض ہیں بعض واجب ہیں اور بعض سنت ہیں۔ اِسی طرح نہی بھی کئی اقسام کی ہے۔ ایک نہی محرّمہ ہے اور ایک نہی مانعہ ہے اور ایک نہی تنزیہی ہے۔ پس حرام چار اشیاء ہیں۔ باقی ممنوع ہیں اور ان سے بھی زیادہ وہ ہیں جن کے متعلق نہی تنزیہی ہے پس حرام چار اشیاء ہیں۔ باقی ممنوع ہیں اور ان سے بھی زیادہ وہ ہیں جن کے متعلق نہی تنزیہی ہے یعنی بہتر ہے کہ انسان اُن سے بچے۔ حرام اور ممنوع میں وہی نسبت ہے جو فرض اور واجب میں ہے۔ پس جن اشیاء کو قرآن کریم نے حرام کہا ہے ان کی حرمت زیادہ سخت ہے اور جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے وہ حرمت میں اُن سے نسبتًا کم ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے احکام میں اُن کی مثال فرض اور واجب اور سنت کی سی ہے۔ حرام تو بمنزلہ فرض کے ہے اور منع بمنزلہ واجب کے۔ جس طرح فرض اور واجب میں فرق اُن کی سزاؤں کے لحاظ سے کیا جاتا ہے اِسی طرح جن اشیاء کی حرمت قرآن کریم میں آئی ہے مگر انسان اُن کو استعمال کرے گا تو اُس کی سزا زیادہ سخت ہوگی۔ اور جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اُن کے استعمال سے اُس سے کم درجہ کی سزا ملے گی۔ لیکن بہر حال دونوں جرم قابل گرفت اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوں گے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 339تا340)

طیب کی تعریف

حضرت مصلح موعودؓ طیب کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’......یہ بھی دیکھ لیا کرو کہ وہ طیّب بھی ہے یا نہیں۔ اگر کسی چیز کا کھانا تمہارے مناسب حال نہ ہو خواہ اس لحاظ سے کہ وہ تمہاری صحت کے لئے مضر ہو یا اس لحاظ سے کہ ملکی اور قومی حالات کی وجہ سے تمہیں اس کے کھانے کی عادت نہ ہو یا اس وجہ سے کہ تمہاری طبیعت اُس سے انقباض محسوس کرتی ہو۔ تو تم محض یہ دیکھ کر کہ شریعت نے اسے حلال قرار دیا ہے اُسے مت کھاؤ۔ کیونکہ تمہارے لئے کھانے میں صرف حرام و حلال کا امتیاز مدنظر رکھنا ہی ضروری نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ تم ایسی چیزوں کا انتخاب کیا کرو جو تمہاری طبیعت اور تمہارے ماحول اور تمہارے معمول کے مطابق ہوں اور جن کا کوئی مضر اثر تم پر پڑنے کا امکان نہ ہو۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 331)

طیب کی تشریح میں مزید فرمایا:

’’غرض طیب کیلئے جہاں صحت کے لحاظ سے اچھا ہونا شرط ہے وہاں اس کے کھانے میں یہ بھی شرط ہے کہ اس چیز کے کھانے سے انسان کے دوسرے حواس یا دوسرے بنی نوع انسان یا دوسری مخلوق کا حق نہ مارا جائے۔ بلکہ دوسروں کے جذبات کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 263)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’قُلْ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ کہ باقی اشیاء میں سے جو طیبات ہیں وہ حلال ہیں اور جو طیبات نہیں وہ حلال نہیں ہیں۔... جو طیب ہیں صرف انکا کھانا جائز ہے باقی کا کھانا جائز نہیں۔ لیکن ان کا نام حرام نہیں رکھ سکتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی قسم کا مضمون بیان فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اِنَّ الْحَلَالَ بَیِّنٌ وَالْحَرَامَ بَیِّنٌ وَبَیْنَھُمَا اُمُوْرٌ مُشْتَبِھَاتٌ لَا یَعْلَمُھَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ (بخاری کتاب البیوع باب الحلال بیّن والحرام بیّن)

یعنی حلال بھی بیان ہو چکے ہیں اور حرام بھی۔ پھر ان دونوں کے درمیان مشتبہ امور ہوتے ہیں۔ جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ پس ان کے بارہ میں قیاس اور علم طب اور تجربہ وغیرہ سے کام لیکر فیصلہ کیا جائیگا۔

......جو نئی اشیاء دنیا میں نکلتی رہتی ہیں ان کے متعلق یہی حکم ہوگا کہ ہم ان کا قیاس حرام اور حلال پر کریں۔ اگر حلال سے ان کی مشابہت زیادہ ہے تو انہیں استعمال کریں۔ اگر حرام سے مشابہت زیادہ ہے تو ان سے اجتناب کریں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 262)

اسلامی شریعت کے مطابق کھانے میں اول طیب چیزوں کا حکم دیا ہے جو صحت کے لیے اچھی ہو یا اس کا کھانا انسانی فطرت کے خلاف نہ ہو۔ جیسے یہ ممکن ہے کہ ایک جانور ایک قوم میں شوق سے کھایا جاتا ہو لیکن دوسری قوم اس کو کھانے میں کراہت محسوس کرتی ہو۔ اس کی بڑی مثال گوہ کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو نہیں کھایا اور صحابہ کو کھانے دیا۔ اس طرح ایک بڑی مثال پاکستان میں گھوڑے کی بھی ہے کیونکہ ہم اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں حالانکہ روس میں یا روس کی آزاد شدہ ریاستوں میں گھوڑے کا گوشت ہی کھایا جاتا ہے۔

پس اسلام نے قرآن کریم میں حرام کا معیار بیان کر دیا ہے اس کے علاوہ احادیث میں بھی حرمت والے جانوروں کا پتہ چل جاتا ہے۔ اب جو بھی دنیا میں کوئی جانور ہو اس کو اس معیار پر پرکھ کر حلت وحرمت کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی علاقہ کی پسند ناپسند، قوموں کی پسند ناپسند کا بھی اسلام نے خیال رکھا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’شریعت کی بنا نرمی پر ہے سختی پر نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ سے یہ مُراد ہے کہ جو ان مندروں اور تھانوں پر ذبح کیا جاوے یا غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جاوے اس کا کھانا تو جائز نہیں ہے لیکن جو جانور بیع و شرا میں آجاتے ہیں اس کی حلّت ہی سمجھی جاتی ہے۔ زیادہ تفتیش کی کیا ضرورت ہے...اس طرح پر اگر تشدّد ہو تو سب حرام ہو جاویں۔ اسلام نے مالا یطاق تکلیف نہیں رکھی ہے بلکہ شریعت کی بنا نرمی پر ہے۔‘‘

(الحکم جلد 7 نمبر 29 مؤرخہ 10 اگست 1903ء صفحہ 20 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 2 سورۃ البقرہ زیر آیت 174 صفحہ 301 ایڈیشن 2015ء)

☆...☆...☆

آنحضرت ﷺ، متفرق کمالات کے جامع وجود

حضرت مسیح موعودؑ سرتاج الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

’’ہمارے نبی ﷺ تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے۔ پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰؑ اور آدمؑ بھی اور ابراہیمؑ بھی اور یوسفؑ بھی اور یعقوبؑ بھی۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے۔ فَبِھُدٰاھُمُ اقْتَدِہْ یعنی اے رسول اللہ! تو ان تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کر لے۔ جو ہر ایک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت ﷺ کی ذات میں شامل تھیں اور درحقیقت محمد ﷺ کا نام ﷺ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ محمد ﷺ کے یہ معنی ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا۔ اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہوسکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرت ﷺ میں جمع ہوں۔ چنانچہ قرآن کریم کی بہت سی آیتیں جن کا اس وقت لکھنا موجب طوالت ہے اسی پر دلالت کرتی بلکہ بصراحت بتلاتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ذات پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعہ انبیاء تھی۔ اور ہر ایک نبی نے اپنے وجود کے ساتھ مناسبت پا کر یہی خیال کیا کہ میرے نام پر وہ آنے والا ہے۔ اور قرآن کریم ایک جگہ فرماتا ہے کہ سب سے زیادہ ابراہیم سے مناسبت رکھنے والا یہ نبی ہے۔ اور بخاری میں ایک حدیث ہے جس میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میری مسیح سے بشدت مناسبت ہے اور اس کے وجود سے میرا وجود ملا ہوا ہے پس اس حدیث میں حضرت مسیح کے اس فقرہ کی تصدیق ہے کہ وہ نبی میرے نام پر آئے گا۔ سو ایسا ہی ہوا کہ ہمارا مسیحؑ جب آیا تو اس نے مسیح ناصریؑ کے تمام کاموں کو پورا کیا اور اس کی صداقت کے لئے گواہی دی۔ اور ان تہمتوں سے اس کو بری قرار دیا جو یہود اور نصاریٰ نے اس پر لگائی تھیں اور مسیح کی روح کو خوشی پہنچائی۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 15 ص343)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

نَعُدْ۔ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ۔ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الانفال:20) پس اے مومنو! اگر تم فتح طلب کیا کرتے تھے تو فتح تو تمہارے پاس آ گئی اور اے منکرو اب بھی اگر تم باز آ جاؤ تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم شرارت کا اعادہ کرو گے تو ہم بھی عذاب کا اعادہ کریں گے اور تمہارا جتھہ تمہارے کسی کام نہ آئے گا خواہ کتنا ہی زیادہ ہو اور یہ جان لو کہ اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔ پس فتح کا یہ نشان اس زمانے میں یقینا مومنوں کے ایمان میں مضبوطی قائم کرنے والا بنا صحابہؓ کے ایمان مضبوط ہوئے اور یہ بات قرآن کریم میں فرما کر مومنوں کو اور خاص طور پر آخرین کو جنہوں نے مسیح و مہدی کو ماننا ہمیشہ کے لئے تسلی دلادی کہ اللہ کی مدد ہمیشہ مومنوں کے ساتھ ہے اس لئے تم مخالفین کے جتھے اور کثرت سے نہ ڈرو۔ ان کی حکومتوں سے نہ ڈرو، ان کی تدبیروں سے نہ ڈرو بلکہ اعلان کرو کہ تمہاری کثرت، تمہارے یہ سب مکر و فریب اور یہ سب کوششیں ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں الہام فرما کر تسلی دلائی۔ کئی دفعہ یہ الہام ہوا ہے کہ یَا اَحْمَدُ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ قُلْ اِنِّيْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (تذکرہ صفحہ 35 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ) کچھ حصے مَیں نے پڑھے ہیں۔ کہ اے احمد! اللہ تعالیٰ نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ جو کچھ تُو نے چلایا وہ تُو نے نہیں چلایا بلکہ خدا تعالیٰ نے چلایا ہے۔ کہہ کہ مَیں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور مَیں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ اعلان کروانا یقینا اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آخری فتح آپؑ کی جماعت کی ہو گی۔ آپؑ کی زندگی میں بھی انتہائی مشکل حالات آئے، ان کا سامنا آپؑ کو کرنا پڑا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر آپؑ کو کامیاب فرمایا۔ آپؑ کی حفاظت فرمائی، آپؑ کی مدد فرمائی۔ آپؑ کے بعد مومنین کی جماعت پر بھی بڑے شدید حالات آئے اور ہم نے ہر آن اللہ تعالیٰ کی مدد کے نظارے دیکھے۔ پس یقینا یہ اللہ تعالیٰ کا سلوک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کی دلیل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ہر فرد کو اس یقین پر قائم رہنا چاہئے کہ یقینا خدا تعالیٰ کی تائیدات آپؑ کے ساتھ اور آپؑ کی جماعت کے ساتھ ہیں اور اللہ تعالیٰ جو ہوائیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی کامیابی کے لئے چلا رہا ہے اسے اب کوئی نہیں روک سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ پہلے مومنین کو فتوحات نصیب کرتا آیا ہے اور ہمیشہ ان کے ساتھ رہا ہے تو آج بھی وہ سچے وعدوں والا خدا مومنین کے ساتھ ہے اور احمدیت کے غلبہ کو اب کوئی نہیں روک سکتا۔ لیکن اس بات کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو فتح دکھائی اور آئندہ بھی دکھائے گا اور وہ مومنوں کے ساتھ ہے اور کافر ذلیل و خوار ہوں گے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کی کامل اطاعت کرو اور کسی کے حکم سے منہ نہ پھیرو۔ یہ بات پھر ایمان میں مضبوطی پیدا کرے گی اور تم خدا تعالیٰ کے نشانات دیکھتے چلے جاؤ گے۔ یہ فتح کے وعدے مومنین کے ساتھ ہیں، کامل اطاعت گزاروں کے ساتھ ہیں، جماعت کی لڑی میں پروئے جانے والوں اور خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے والوں کے ساتھ ہیں۔ پس اللہ اور رسول کی کامل اطاعت کرنے والے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان دعاؤں کے جو آپؑ نے جماعت کے حق میں کی ہیں حصہ دار بنیں گے، ان دعاؤں کے وارث بنیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور تائید اور حفاظت کے وعدے ان سب کے حق میں پورے ہوں گے جو حقیقی مومن ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر موقع پر جب بھی ضرورت ہو گی مومنین کی مدد کو آئے گا جیسا کہ ہمیشہ سے چلا آتا ہے اور ان کے دشمن کو جو جماعت کو نقصان پہنچانا چاہیں گے ہمیشہ خائب و خاسر کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ایک جگہ حدیث میں آتا ہے کہ جب کوئی خدا کے ولی پر حملہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر ایسا جھپٹ کر آتا ہے جیسا ایک شیرنی سے کوئی اس کا بچہ چھینے تو وہ غضب سے جھپٹتی ہے۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 438 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس رسوائی اور ناکامی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین کا مقدر ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ خدا آپؑ کی جماعت کے ساتھ ہے۔ اگر ہم تقویٰ اور ایمان کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہوں گے تو اپنی زندگی میں یہ فتوحات اور غلبہ کے نظارے دیکھیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اور اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے ہوئے یہ معیار قائم کرنے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے اور اس پر باقاعدگی سے کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ان انعاموں کا وارث بنائے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا ہے۔

(خطبہ جمعہ 17/ اگست 2007ء)

بقیہ: فرمان خلیفہ وقت...... از صفحہ 1

کے لئے ہم تجھ سے تیرا فضل مانگتے ہیں۔ دعا کرتے ہیں، تیرے آگے جھکتے ہیں۔ پھر نیک لوگوں کے رستے پر چلا ہمیں اور وہ نیک لوگوں کا رستہ کیا ہے وہ راستہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دکھایا اور اسی رستے پر چل کے ہمیں کامیابیاں مل سکتی ہیں۔ تو اس لئے جب آپ نماز پڑھتے ہیں تو غور سے پڑھیں سوچ سمجھ کر پڑھیں۔ یہ آپ کی بچپن کی عمر نہیں ہے۔ بہت سارے مضمون آپ کے ایسے ہیں جو آپ اپنے دوستوں میں بیٹھے ہوں۔ Discussion ہو رہی ہوتی ہے کسی Subject پہ یا کسی کھیل پہ جس میں دلچسپی ہے، Golf پہ یا Cricket پہ یا T.V کے کسی ڈرامے سے دلچسپی ہے تو ایسے بڑے بڑے تبصرے آپ کر رہے ہوتے ہیں کہ جس طرح پوری مہارت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا دماغ ہے۔ اور اگر دماغ اس طرف چلانا چاہیں، دین کی طرف تو ادھر بھی چل سکتا ہے۔ عبادتوں کی طرف لانا چاہیں تو ادھر بھی چل سکتا ہے۔ اس لئے تمام وہ بچے جو دس گیارہ سال کی عمر سے بڑے ہیں ان کو اب اپنے آپ کو بچہ نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اب وہ بڑے ہو چکے ہیں اس لیے نمازوں کی طرف مکمل غور کر کے نمازیں پڑھنے کی طرف توجہ دیں۔“

(اطفال ریلی برطانیہ سے خطاب 10 اپریل 2005ء)

☆...☆...☆

بقیہ: والدین سے حسن سلوک...... از صفحہ 8

تم ان کی فکر تک نہ کرو۔ اور اگر وہ اپنی ضرورت کے لئے تمہیں کہیں تو تم انہیں جھڑکنے لگ جاؤ نہیں، بلکہ وہ وقت یاد کرو جب تمہاری ماں نے تکالیف اٹھا کر تمہاری پیدائش کے تمام مراحل طے کئے۔ پھر جب تم کسی قسم کی کوئی طاقت نہ رکھتے تھے، تمہیں پالا پوسا، تمہاری جائز و ناجائز ضرورت کو پورا کیا۔ اور آج اگر وہ ایسی عمر کو پہنچ گئے ہیں جہاں انہیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے جو ایک لحاظ سے ان کی اب بچپن کی عمر ہے، کیونکہ بڑھاپے کی عمر بھی بچپن سے مشابہ ہی ہے۔ ان کو تمہارے سہارے کی ضرورت ہے۔ تو تم یہ کہہ دو کہ نہیں، ہم تو اپنے بیوی بچوں میں مگن ہیں ہم خدمت نہیں کر سکتے۔ اگر وہ بڑھاپے کی وجہ سے کچھ ایسے الفاظ کہہ دیں جو تمہیں ناپسند ہوں تو تم انہیں ڈانٹنے لگ جاؤ، یا مارنے تک سے گریز نہ کرو۔ بعض لوگ اپنے ماں باپ پر ہاتھ بھی اٹھا لیتے ہیں۔ میں نے خود ایسے لوگوں کو دیکھا ہے، بہت ہی بھیانک نظارہ ہوتا ہے۔ اُف نہ کرنے کا مطلب یہی ہے کہ تمہاری مرضی کی بات نہ ہو بلکہ تمہارے مخالف بات ہو تب بھی تم نے اُف نہیں کرنا۔ اگر ماں باپ ہر وقت پیار کرتے رہیں، ہر بات مانیں، ہر وقت تمہاری بلائیں لیتے رہیں، لاڈ پیار کرتے رہیں پھر تو ظاہر ہے کوئی اُف نہیں کرتا۔ تمہاری مرضی کے خلاف باتیں ہوں تب بھی نرمی سے، عزت سے، احترام سے پیش آنا ہے۔ اور نہ صرف نرمی اور عزت و احترام سے پیش آنا ہے بلکہ ان کی خدمت بھی کرنی ہے۔ اور اتنی پیار، محبت اور عاجزی سے ان کی خدمت کرنی ہے جیسی کہ کوئی خدمت کرنے والا کر سکتا ہو“۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 16 جنوری 2004ء)

آج کی دعا

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا اِنَّا كُنَّا خَاطِئِيْنَ

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد نمبر 22 صفحہ نمبر 104)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش، ہم خطا پر تھے۔

یہ حضرت مسیح موعودؑ کی بخشش و رحم کی دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ ستمبر 2010ء میں جماعت کو اس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

”پھر آپ کا ایک الہام ہے:۔ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا اِنَّا كُنَّا خَاطِئِيْنَ۔ اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش، ہم خطا پر تھے۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد نمبر 22 صفحہ نمبر 104)

ایک جگہ آپؑ تحریر فرماتے ہیں:

اے ہمارے رب العزت! ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری بلاؤں کو دور فرما اور تکالیف کو بھی دور فرما، اور ہمارے دلوں کو ہر قسم کے غموں سے نجات بخش اور کفیل ہو ہماری مصیبتوں کا۔ اور ہمارے ساتھ ہو جہاں پر بھی ہم ہوں، اے ہمارے محبوب۔ اور ڈھانپ دے ہمارے ننگ کو اور امن میں رکھ ہمارے خطرات کو۔ اور ہم نے توکل کیا تجھ پر اور ہم نے تیرے سپرد کیا اپنا معاملہ، تو ہی ہمارا آقا ہے دنیا میں اور آخرت میں۔ اور تُو ارحم الراحمین ہے قبول فرما۔ اے رب العالمین“۔

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 182)

(خطبہ جمعہ 10/ ستمبر 2010ء)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

والدین سے حسن سلوک

(مرسلہ: مرزا فراز احمد طاہر۔مربی سلسلہ نائیجر)

وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنۡہَرۡہُمَا وَ قُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا وَ اخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَ قُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا (بنی اسرائیل 24-25)

اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو اُنہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔ اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پَر جُھکا دے اور کہہ کہ اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنۡہَرۡہُمَا وَ قُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا یعنی اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو اور ایسی باتیں اُن سے نہ کر جن میں اُن کی بزرگواری کا لحاظ نہ ہو۔ اس آیت کے مخاطب تو آنحضرت ﷺ ہیں لیکن دراصل مرجع کلام اُمت کی طرف ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے والد اور والدہ آپ کی خوردسالی میں ہی فوت ہو چکے تھے اور اس حکم میں ایک راز بھی ہے اور وہ یہ کہ اس آیت سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول چال میں ان کے بُزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ تو پھر دوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہئے اور اسی کی طرف یہ دوسری آیت اشارہ کرتی ہے۔ وَقَضٰی رَبُّکَ أَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا إِلَّاۤ إِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ إِحۡسَانًا یعنی تیرے رب نے چاہا ہے کہ تو اُسی کی بندگی کر اور والدین سے احسان کر۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 213)

سَأَلۡتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ أَیُّ الۡعَمَلِ أَحَبُّ إِلَی اللّٰہِ قَالَ الصَّلَاۃُ عَلَی وَقۡتِہَا قَالَ ثُمَّ أَیٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الۡوَالِدَیۡنِ قَالَ ثُمَّ أَیٌّ قَالَ الۡجِہَادُ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ باب فضل الصلاۃ لوقتھا)

حضرت عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارا ہے؟ فرمایا: نماز وقت پر پڑھنا۔ انہوں نے کہا پھر کونسا؟ فرمایا: پھر والدین سے اچھا سلوک کرنا۔ انہوں نے کہا پھر کونسا؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

عَنۡ أَبِی ہُرَیۡرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَغِمَ أَنۡفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنۡفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنۡفُ قِیلَ مَنۡ یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ مَنۡ أَدۡرَکَ أَبَوَیۡہِ عِنۡدَ الۡکِبَرِ أَحَدَہُمَا أَوۡ کِلَیۡہِمَا فَلَمۡ یَدۡخُلِ الۡجَنَّۃَ

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب باب رغم انف من ادرک ابویہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خاک آلودہ ہو ناک اُس شخص کی، خاک آلودہ ہو ناک اس شخص کی، خاک آلودہ ہو ناک اُس شخص کی! (مطلب: وہ شخص ذلیل و خوار ہو)! پوچھا گیا یا رسول اللہ! وہ کون شخص ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ شخص جو اپنے والدین میں سے کسی ایک، یا دونوں کو، بڑھاپے کی حالت میں پائے اور پھر (اُنکی خدمت کرکے) جنت میں داخل نہ ہو۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی ہے کہ والدہ کی عزّت کرے۔ اویسؓ قرنی کے لئے بسا اوقات رسول اللہ ﷺ یمن کی طرف مُنہ کرکے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپؐ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ موجود ہیں، مگر وہ ان کی زیارت نہیں کر سکتے۔ صرف اپنی والدہ کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی۔ یا اویسؓ کو یا مسیحؑ کو۔ یہ ایک عجیب بات ہے، جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی، چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ اُن سے ملنے کو گئے۔ تو اویس نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اور میرے اونٹوں کو فرشتے چَرایا کرتے ہیں۔ ایک تو یہ لوگ ہیں جنہوں نے والدہ کی خدمت میں اس قدر سعی کی اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی۔ ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کے لئے مقدمات کرتے ہیں اور والدہ کا نام ایسی بُری طرح لیتے ہیں کہ رذیل قومیں چُوہڑے چمار بھی کم لیتے ہوں گے۔ ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے۔ مگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کرکے اس کو ماننا نہیں چاہتا، تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟ ایسے نمونے سے دوسروں کو ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں جو ماں باپ تک کی بھی عزت نہیں کرتے‘‘۔ (ملفوظات جلد اول ایڈیشن 1988 صفحہ 195-196)

عَنۡ مُعَاوِیَۃَ بۡنِ جَاہِمَۃَ السَّلَمِیِّ أَنَّ جَاہِمَۃَ جَاءَ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ أَرَدۡتُ أَنۡ أَغۡزُوَ وَقَدۡ جِئۡتُ أَسۡتَشِیرُکَ فَقَالَ ہَلۡ لَکَ مِنۡ أُمٍّ قَالَ نَعَمۡ قَالَ فَالۡزَمۡہَا فَإِنَّ الۡجَنَّۃَ تَحۡتَ رِجۡلَیۡہَا

(سنن النسائی، کتاب الجہاد باب الرخصة فی التخلف)

معاویہ بن جاہمہ سے روایت ہے کہ حضرت جاہمہؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوں اس لئے میں آپ کی خدمت میں مشورہ کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تیری والدہ زندہ ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جا اپنی والدہ کی خدمت میں لگ جا، یقیناً جنت اس کے قدموں کے نیچے ہے۔

عَنۡ أَبِی الدَّرۡدَاءِ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ الۡوَالِدُ أَوۡسَطُ أَبۡوَابِ الۡجَنَّۃِ فَأَضِعۡ ذٰلِکَ الۡبَابَ أَوِ احۡفَظۡہُ (سنن ابن ماجہ، کتاب الأدب باب بر الوالدین)

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے، انہوں نے آپ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ باپ جنت کا سب سے بہترین دروازہ ہے، چاہے اس دروازے کو ضائع کردو یا چاہے تو اس دروازے کو محفوظ کرلو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ’’سب سے بڑا فضل جو اس نے ہم پر کیا وہ یہ ہے کہ تمہیں ماں باپ دیئے جنہوں نے تمہاری پرورش کی، بچپن میں تمہاری بے انتہاء خدمت کی، راتوں کو جاگ جاگ کر تمہیں اپنے سینے سے لگایا۔ تمہاری بیماری اور بے چینی میں تمہاری ماں نے بے چینی اور کَرب کی راتیں گزاریں، اپنی نیندوں کو قربان کیا، تمہاری گندگیوں کو صاف کیا۔ غرض کہ کون سی خدمت اور قربانی ہے جو تمہاری ماں نے تمہارے لئے نہیں کی۔ اس لئے آج جب ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تم منہ پرے کر کے گزر نہ جاؤ، اپنی دنیا الگ نہ بساؤ اور یہ نہ ہو کہ

بقیہ صفحہ 7 پر

طلوع وغروب آفتاب

21 نومبر 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:16	17:37
مدینہ منورہ	05:20	17:33
قادیان	05:37	17:26
ربوہ	05:17	17:06
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:01	16:07